Al-Āfāq, Vol.: 02, Issue: 02, Dec-2022
PP: 15-24

OPEN ACCESS
Al-Āfāq
ISSN (P): 2789-3820
ISSN (O): 2789-3839

فتح الباری لابن حجر عسقلانی کے بلاغی مباحث کا خصوصی مطالعہ

A Special Study of the Rhetorical Discourses of Fath al-Bari by Ibn-e Hajar Asqalani

**** Hafiz Muhammad Asghar***
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Government College University, Faisalabad, Pakistan.
prfhafizgujjar@gmail.com
***** Sher Ali***
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
Government College University, Faisalabad, Pakistan.

ABSTRACT

The two main sources of Islam are the Qur'an and the Hadith, both of which are in the Arabic language. That is why familiarity with Arabic vocabulary is very important for understanding the religion of Islam. That is why the Mohaddithins have described the literal discussions in great detail while interpreting and explaining the hadith. Hafiz Ibn Hajar Asqalani (May God bless him and grant him peace) has shed light on all types of lexical debates in Bukhari Sharif's Sharh Fath al-Bari. One of the most important of these discussions is rhetoric. In this article, I have reviewed the rhetorical debates of Fath al-Bari. It has been covered from the introduction to the Book of Prayer. For the understanding of Hadith, it is very important to know many sciences, one of the most important of these sciences is familiarity with the Arabic dictionary. There are many discussions in lexicology. One of the most important debates is Ilm al-Balaghah. In the article under discussion, the rhetorical debates of Ibn Hajar al-Asqalani by Fatah al-Bari up to Kitab al-Salaat have been reviewed.

Keywords: *Hadith, Ibn Hajar Asqalani, Fath al-Bari, Ilm al-Balaghah, lexicology.*

تعارفِ موضوع:

نبی اکرم ﷺ جس معاشرے اور دور میں مبعوث ہوئے وہ اپنے آپ کو عرب یعنی زبان دان، دوسروں کو عجمی یعنی گونگے شمار کرتے اور کہتے تھے کہ قران مجید کے نزول نے ان کے سارے دعوے ہوا میں اڑا دیے ہیں۔ گفتگو، کلام، قرآن مجید کا اسلوب بیان اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور آیات نے ان کی زبان دانی کا سارا پول کھول دیا۔ کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ نہ

CC BY

کر سکا اور نہ ہی اس کے مقابلے میں ٹھہر سکا۔ پھر قرآن مجید کے ساتھ ساتھ احکامات کی وضاحت، توجیہ و توضیح اور احکامات کی حد بندی پیارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرامین کے ذریعے فرمائی۔ آپ کی گفتگو (احادیث مبارکہ) بھی فصاحت و بلاغت سے بھرپور ہے اور جتنی بھی خوبیاں کسی کے کلام اور فرامین میں ہو سکتی ہیں آپ کے فرامین میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ احادیث میں سے صحیح ترین احادیث کا مجموعہ الجامع الصحیح البخاری ہے۔ اس کی بے شمار شروحات ہیں اور کئی ایک زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں۔ ان شروحات میں ایک اہم شرح فتح الباری ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری کے نام سے بھی منظر عام پر موجود ہے۔ حافظ ابن حجر نے شرح کرتے ہوئے جہاں دیگر نکات اٹھائے وہیں فصاحت و بلاغت سے متعلق بحثیں بھی کی ہیں۔ اور وضاحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین میں فصاحت و بلاغت بدرجہ اتم موجود ہے۔ حدیث کی تفہیم کے لئے بہت سے علوم کا جاننا از حد ضروری ہے۔ ان علوم میں سے ایک اہم ترین علم عربی لغت سے واقفیت ہے۔ علم لغت میں کئی مباحث آتی ہیں جن میں سے ایک اہم بحث علم البلاغہ ہے۔ زیر بحث مضمون میں فتح الباری از ابن حجر عسقلانی کی بلاغی مباحث کا کتاب الصّلوۃ تک جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلوب قصر:

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی مخصوص انداز میں خاص کرنا قصر کہلاتا ہے۔

"قال الكرماني قوله إنما الأعمال بالنيات هذا التركيب يفيد الحصر عند المحققين واختلف في وجه إفادته فقيل لأن الأعمال جمع محلى بالألف واللام مفيد للاستغراق وهو مستلزم للقصر لأن معناه كل عمل بنية فلا عمل إلا بنية"[1]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اس میں انما کلمہ حصر ہے اور یہ ترکیب محققین کے ہاں حصر کا فائدہ دیتی ہے۔ اعمال جمع ہے ال کے ساتھ اور یہ ال استغراق کا ہے۔ اور قصر کو مستلزم ہے مطلب یہ ہو گا کہ ہر عمل نیت کے ساتھ ہے اور کوئی عمل بھی بغیر نیت کے قبول نہ ہو گا۔ یہ حدیث مبارکہ میں کلمہ انما حصر کا قاعدہ دے رہا ہے اور حصر بلاغت کی اقسام میں شامل ہے مقصود یہ ہو گا کہ یہ عمل نیت کے ساتھ قابل قبول ہے بغیر نیت کے کچھ نہیں ہے"

شیخ صالح العثیمین اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہ لا عمل الا بالنیۃ یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر قابل قبول نہیں ہے۔[2] علامہ ابن ملقن وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انما صیغۃ حصر اخریٰ، انما یہ ایک دوسرا صیغہ حصر ہے۔ [3]ڈاکٹر عبد الکبیر محسن لکھتے ہیں کہ بالنیات، انما کے ساتھ بلاغیوں کی اصطلاح میں اسلوب قصر بنتا ہے۔[4]

1-مجاز

حقیقی معنیٰ چھوڑ کر کسی قرینے کی بنیاد پر غیر حقیقی معنی مراد لینا مجاز کہلاتا ہے۔

"قوله إلى دنيا بضم الدال وحكى بن قتيبة كسرها وهي فعلى من الدنو أي القرب سميت بذلك لسبقها

للأخرى وقيل سميت دنيا لدنوها إلى الزوال واختلف في حقيقتها فقيل ما على الأرض من الهواء والجو وقيل كل المخلوقات من الجواهر والاعراض والأول أولى لكن يزاد فيه مما قبل قيام الساعة ويطلق على كل جزء منها مجازا"[5]

دنیا کی طرف، دنیا فعلا کے وزن پر اسم تفضیل ہے دنیا سے قریب ہونا۔ دنیا سے مراد ہر وہ چیز جو زمین پر ہے۔ ہوا، فضا اور تمام مخلوقات۔ یہاں ہر چیز پر اطلاق مجاز ہو گا۔ دنیا سے مراد ساری کائنات ہے اور یہاں یہ اطلاق مجازی ہو گا۔ حقیقت اور مجاز بلاغت کی اقسام میں سے ہیں۔ علامہ کرمانی لکھتے ہیں الدنیا مؤنث الادنی کہ دنیا ادنیٰ کی مونث ہے۔[6] ڈاکٹر عبد الکبیر محسن نے بھی یہی لکھا ہے۔[7]

2-جناس:

دو الفاظ کا مادے کے اعتبار سے ایک ہی مادے سے مشتق ہونا جناس کہلاتا ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ جناس تام اور جناس ناقص۔

"وقوله أسلم تسلم غاية في البلاغ وفيه نوع من البديع وهو الجناس الاشتقاقي"[8]

"مسلمان ہو جاؤ بچ جاؤ گے، اسلم تسلم علم بدیع کی اقسام میں سے جناس اشتقاقی اور تام ہے"

دو الفاظ کا ایک جملے میں استعمال اور ان کے حروف تقریباً ایک جیسے ہوں تو اسے بلاغت کی اصطلاح جناس کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں جناس تام اور جناس ناقص بدیع میں شمار ہوتی ہیں جہاں اسلم تسلیم میں جناس اشتقاقی ہے کہ اصل مادہ "س، لام، م" ایک ہے۔

1. **3-تشبیہ، تلمیح اور استعارہ:**

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ادات تشبیہ کے ذریعے ایک یا ایک سے زائد وصف میں شریک بنانا تشبیہ کہلاتا ہے۔ لازم و ملزوم کے درمیان متعدد واسطوں کا پایا جانا تلمیح کہلاتا ہے۔ اور استعارہ وہ مجاز لغوی ہے جس میں موضوع لہٗ اور غیر موضوع لہٗ کے درمیان مشابہت کا تعلق ہو۔

"قوله وفي قوله حلاوة الإيمان استعارة تخييلية شبه رغبة المؤمن في الإيمان بشيء حلو وأثبت له لازم ذلك الشيء وأضافه إليه وفيه تلميح إلى قصة المريض والصحيح لأن المريض الصفراوي يجد طعم العسل مرا والصحيح يذوق حلاوته على ما هي عليه وكلما نقصت الصحة شيئا ما نقص ذوقه بقدر ذلك فكانت هذه الاستعارة من أوضح ما يقوي استدلال المصنف على الزيادة والنقص قال الشيخ أبو محمد بن أبي جمرة إنما عبر بالحلاوة لأن الله شبه الإيمان بالشجرة في قوله تعالى مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة"[9]

ایمان کی مٹھاس۔ حلاوۃ الایمان استعارۃ تخییریہ ہے۔ مومن کی ایمان کے ساتھ رغبت میٹھی چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور لازم کو اس کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ اس لازم کی نسبت اس کی طرف کی گئی اور اس میں تلمیح بھی ہے کہ جیسے بیمار اور تندرست انسان۔ بیمار انسان شہد بھی کڑوا محسوس کرتا ہے اور تندرست انسان اس کی مٹھاس صحیح معنوں میں محسوس کرتا ہے۔ جیسے جیسے صحت کم ہو گی ذوق بھی کم ہو جائے گا پس یہ استعارۃ مصنف کے استدلال کو مزید واضح کر رہا ہے جو ایمان کی کمی اور زیادتی پر کیا ہے۔ اس بحث میں ایمان کی حلاوت،

اس میں استعارہ تمثلیہ بھی ہے تلمیح بھی ہے اور یہ سب بلاغت کی اقسام ہیں۔ ایمان کی مٹھاس اور حلاوت محسوس چیزیں ہیں ان کے ساتھ ایمان کے محسوسات کو تشبیہ دے کر مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جیسے جیسے تندرستی اور ہمت کم ہو مٹھاس بھی کم ہو گی ایسے ہی جیسے جیسے ایمان کمزور اور کم ہو گا ایمان کی لذت بھی کم ہوتی چلی جائے گی۔ علامہ حثیمین لکھتے ہیں: "حلاوة معنيوية يزوقها بقلبه" کہ یہاں معنوی مٹھاس مراد ہے جو انسان دل سے محسوس کرتا ہے۔[10] ڈاکٹر عبد الکبیر محسن لکھتے ہیں کہ اس میں ایمان کو تشبیہ دی گئی ہے کسی میٹھے پھل یا چیز کے ساتھ۔[11]

4-مجاز:

یعنی موضوع لہٗ کی بجائے غیر موضوع لہٗ معنیٰ مراد لینا۔

"وحاصله أن إطلاق كونه من الإيمان مجاز والظاهر أن الناهي ما كان يعرف أن الحياء من مكملات الإيمان فلهذا وقع التأكيد وقد يكون التأكيد من جهة أن القضية في نفسها مما يهتم به وإن لم يكن هناك منكر "[12]

حیاء ایمان سے ہے یہ اطلاق مجازی ہے۔ ظاہر ہے کہ روکنے والا یہ جانتا ہے کہ حیا ایمان کو مکمل کرنے والا ہے۔ یہاں ایمان کا اطلاق عارضی ہوا ہے ورنہ غلط کرنے والا جانتا ہے کہ حیاء سے ایمان ہوتا ہے۔

5-مجاز عقلی:

کسی بھی کام کی نسبت غیر فاعل حقیقی کی طرف کی جائے تو وہ مجاز عقلی کہلاتا ہے۔

"قوله كتب أو أراد أن يكتب شك من الراوي ونسبة الكتابة إلى النبي صلى الله عليه وسلم مجازية أي كتب الكاتب بأمره"[13]

"لکھا یا ارادہ کیا یہ شک راوی کی طرف سے ہے کہ لکھنے کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف مجازی ہے آپ نے لکھنے کا حکم دیا تھا یعنی کاتب نے آپ کے حکم سے لکھا"

نبی اکرم ﷺ نے لکھا نہیں یا لکھوایا یہ نسبت مجازی ہے آپ نے لکھا نہیں بلکہ آپ ﷺ کے حکم سے لکھا گیا، اسے مجاز عقلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

6-جناس:

وضاحت پہلے ہو چکی ہے یہاں جناس ناقص ہے۔

"قوله وبشروا بعد قوله يسروا فيه الجناس الخطي "[14]

"خوشخبری دو اور آسانیاں کرو یہاں ان دونوں الفاظ میں جناس ناقص، جناس خطی پایا جارہا ہے"

یہاں بھی دو جملوں میں جناس پایا جارہا ہے صرف ایک حرف میں فرق ہے اسے جناس ناقص کہیں گے۔

7-مجاز:

"(قوله باب من برك) هو بفتح الموحدة والراء المخففة يقال برك البعير إذا استناخ واستعمل في الآدمي مجازا"[15]

"جو گھٹنوں کے بل بیٹھا، ب مفتوح برک البعیر کا استعمال اونٹ کے لیے ہوا ہے جب وہ بیٹھتا ہے۔ یہاں انسان کے لیے استعمال بھی مجازی ہے"

برک کا لفظ اونٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے جب وہ بیٹھتا ہے تو یہاں انسان کے لیے جب وہ حالت نماز میں ہو یہ لفظ مجازی طور پر استعمال ہوا ہے۔ حقیقت اور مجاز یہ بلاغت کی اقسام ہیں۔ علامہ کرمانی لکھتے ہیں کہ یہ نسبت مجازی ہے:

"اذا کان البروک للبعير فكيف اسناده الى الانسان قلت على طريقة المجاز"[16]

امر بمعنی خبر

امر کا حقیقی معنی وجوب ہوتا ہے۔ جبکہ کسی قرینہ کی وجہ سے امر کبھی تحدید کے لیے کبھی دعا کے لیے اور کبھی خبر کے لیے آجاتا ہے۔ یہاں امر بمعنی خبر ہے۔

"قوله فليتبوأ أي فليتخذ لنفسه منزلا يقال تبوأ الرجل المكان إذا اتخذه سكنا وهو أمر بمعنى الخبر أيضا أو بمعنى التهديد أو بمعنى التهكم أو دعاء على فاعل ذلك أي بوأه الله ذلك"[17]

جگہ پکڑے یعنی اپنے نفس کے لیے ٹھکانا بنالے۔ کہا جاتا ہے آدمی نے جگہ لے لی جب وہ وہاں رہائش اختیار کر لے۔ یہاں صیغہ امر خبر کے معنی میں ہے یا تہدید کے لیے یا تحکم اور دعا کے لیے ہے۔ اس بحث میں تبوأ صیغہ امر ہے مگر خبر کے طور پر استعمال ہوا یہ بھی امر کا حقیقی معنیٰ نہیں ہے بلکہ مجازی ہے اور اس طرح امر کے دیگر جو مجازی معانی ہیں تہدید یا تحکم تو ان میں بھی مستعمل ہو سکتا ہے۔

8-جناس

"قوله كتابا بعد قوله بكتاب فيه الجناس التام بين الكلمتين وإن كانت إحداهما بالحقيقة والأخرى بالمجاز"[18]

"کتابا کے بعد کتاب اس میں جناس تام ہے۔ ان میں سے اگرچہ ایک حقیقتا ہے دوسرا مجازا"

اس عبارت میں بھی جناس تام پایا جارہا ہے اگرچہ اعراب میں تھوڑا فرق موجود ہے۔

9-مجاز عقلی

"قوله لما حلق أي أمر الحلاق فخلقه فأضاف الفعل إليه مجازا"[19]

"جب آپ نے سر منڈھوایا، یعنی آپ نے مونڈھنے والے کو حکم دیا یہاں بھی مجاز عقلی پایا جارہا ہے

آپ ﷺ نے حلاق کو سر مونڈھنے کا حکم دیا یہاں بھی مجاز عقلی موجود ہے کہ فعل کی نسبت فاعل غیر حقیقی کی طرف کی گئی ہے۔

10-جناس تام

"تنبيه في قوله الماء من الماء جناس تام والمراد بالماء الأول ماء الغسل وبالثاني المني"[20]

"پانی پانی سے ہے۔ یہاں جناس تام ہے پہلے پانی سے مراد غسل والا پانی اور دوسرے سے مراد منی ہے

اس عبارت میں بھی جناس تام ہے الماء دونوں کا اشتقاق اور مادہ الفاظ و حروف کی تعداد بالکل برابر ہے۔

11-مجاز مرسل:

یہ وہ مجاز لغوی ہے جس میں معنی موضوع لہ اور غیر موضوع لہ کے درمیان پایا جانے والا تعلق مشابہت کا نہ ہو بلکہ کوئی اور ہو۔ بلاغیوں نے یہ چوبیس امور ذکر کیے ہیں۔

"قوله سال الوادي أي سال الماء في الوادي فهو من إطلاق المحل على الحال وللطبراني من طريق الزبيدي وأن الأمطار حين تكون يمنعني سيل الوادي"[21]

"وادی بہ پڑی، یعنی وادی میں پانی بہ گیا۔ محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے یہاں پر بھی مجاز پایا جا رہا ہے"

سال الوادی: محل بول حال مراد لیا گیا وادی نہیں بہتی بلکہ اس میں پانی بہتا ہے تو یہاں بھی نسبت مجازی ہو گی۔

12-مجاز عقلی

"قوله بنى الله إسناد البناء إلى الله مجاز وإبراز الفاعل فيه لتعظيم ذكره جل اسمه أو لئلا تتنافر الضمائر أو يتوهم عوده على باني المسجد"[22]

اللہ تعالیٰ بنا دیں گے گھر جنت میں، اللہ تعالیٰ کی طرف بنانے کی نسبت بھی مجازی ہے فاعل کو ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ بنا دیں گے یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت مجازی ہے اور اللہ تعالیٰ کا تذکرہ بطور فاعل کے عظمت و جلالت کے لیے کیا گیا، چونکہ اللہ تعالیٰ نے یا تو بنانے کا حکم دیا ہے یا پھر کلمہ کن کہنا ہے اور سب کچھ ہو جاتا ہے۔

13-مجاز عقلی: فعیل بمعنیٰ فاعل

"قوله في الليلة الباردة أو المطيرة قال الكرماني فعيلة بمعنى فاعلة وإسناد المطر إليها مجاز ولا يقال إنها بمعنى مفعولة أي ممطور فيها لوجود الهاء في قوله مطيرة إذ لا يصح ممطورة فيها اه ملخصا"[23]

ٹھنڈی یا بارش والی رات، یہاں فعیلہ بمعنی فاعلہ ہے اور بارش کی اس کی طرف نسبت مجازی ہے۔ اسے مفعول لہ کے معنی میں نہیں لیا جائے گا۔ اس بحث میں مطیرۃ بر وزن فعیلۃ مذکور ہے اور یہ فاعلۃ کے معنیٰ میں ہے اور یہ نسبت بھی مجازی فعل بھی فاعل بلاغت کی بحثوں میں شمار ہوتا ہے، یہاں مفعول لہ کے معنیٰ میں قطعاً نہ ہو گا۔

14-مجاز عقلی: فعیل بمعنی فاعل

"قوله أسيف بوزن فعيل وهو بمعنى فاعل من الأسف وهو شدة الحزن والمراد أنه رقيق القلب"[24]

پریشان یا غم زدہ، یہاں اسیف بروزن فعیل ہے مگر فاعل کے معنی میں یعنی پریشان ہونے والا۔ یہ آسف سے ہے مراد شدید غم مگر تھے وہ بڑے نرم دل

اس بحث میں بھی فعیل بھی فاعل استعمال ہوا ہے آسیف سے آسف مراد ہے، غمزدہ اور پریشان ہونے والے۔

15-مجاز

"قوله باعد المراد بالمباعدة محو ما حصل منها والعصمة عما سيأتي منها وهو مجاز لأن حقيقة المباعدة إنما هي في الزمان والمكان وموقع التشبيه أن التقاء المشرق والمغرب مستحيل فكأنه أراد أن لا يبقى لها منه اقتراب بالكلية وقال الكرماني كرر لفظ بين لأن العطف على الضمير المجرور يعاد فيه الخافض"[25]

دوری ڈال دے یعنی دوری یہ ہے کہ گناہ مٹاڈال یہ بھی نسبت مجازی ہے اس لیے کہ دوری جگہ یاوقت میں ہوتی ہے۔ تشبیہ میں یہ ہے کہ مشرق اور مغرب کا آپس میں ملنا ناممکن ہے گویا مقصود یہ ہے کلیتاً کوئی قرب اور تعلق نہ رہے۔ یہاں نسبت بھی مجازی ہے دوری ڈالنے سے مراد گناہوں کو صاف کر دینا ہے یا مٹاڈالنا ہے اور مشرق کو مغرب کا ملنا جیسے ناممکن ہے ویسے میرے گناہ بھی میرے ساتھ نہ مل پائیں۔

16-مجاز

"قوله نقني مجاز عن زوال الذنوب ومحو أثرها ولما كان الدنس في الثوب الأبيض أظهر من غيره من الألوان وقع التشبيه به قاله بن دقيق العيد قوله بالماء والثلج والبرد قال الخطابي ذكر الثلج والبرد تأكيد أو لأنهما ما آن لم تمسهما الأيدي ولم يمتهنهما الاستعمال وقال بن دقيق العيد عبر بذلك عن غاية المحو فإن الثوب الذي يتكرر عليه ثلاثة أشياء منقية يكون في غاية النقاء قال ويحتمل أن يكون المراد أن كل واحد من هذه الأشياء مجاز عن صفة يقع بها المحو وكأنه كقوله تعالى واعف عنا واغفر لنا وارحمنا وأشار الطيبي إلى هذا بحثا فقال يمكن أن يكون المطلوب من ذكر الثلج والبرد بعد الماء شمول أنواع الرحمة والمغفرة بعد العفو لإطفاء حرارة عذاب النار التي هي في غاية الحرارة ومنه قولهم برد الله مضجعه أي رحمه ووقاه عذاب النار انتهى"[26]

مجھے پاک کر دے۔ یہ بھی مجازی ہے کہ گناہ زائل ہو جائں اور ان کے اثرات بھی سفید کپڑے میں دیگر رنگوں کی نسبت میل کچیل زیادہ واضح ہوتی ہے۔ پانی برف اور اولوں کے ساتھ دھونا یہ تاکید کے لیے ذکر ہوئے یعنی ان کو انسانی ہاتھوں نے چھوا نہیں ہوتا۔ یہ نسبت بھی مجازی ہے اور مقصود گناہوں کا مٹ جانا اور ختم ہو جانا ہے۔

17-کنایہ :

کسی لفظ سے معنی موضوع لہ کی بجائے کوئی لازم مراد لینا اس احتمال کے ساتھ کہ شائد معنی موضوع لہ ہی مراد ہوں کنایہ کہلاتا ہے۔

"قوله ما رأينا الشمس سبتا كناية عن استمرار الغيم الماطر وهذا في الغالب وإلا فقد يستمر المطر والشمس بادية وقد تحجب الشمس بغير مطر"[27]

ہم نے پورا ہفتہ سورج نہیں دیکھا۔ یہ کنایہ پورا ہفتہ مسلسل بارشوں والے بادلوں سے ہے۔ یہ غالباً ہوتا ہے مگر کبھی ایسے ہوتا ہے کہ بارش ہو رہی ہوتی ہے اور سورج نکلا ہوتا ہے اور کبھی سورج چھپا ہوتا ہے اور بارش نہیں ہوتی۔ ہم نے پورا ہفتہ سورج نہ دیکھا یہ کنایہ ہے کہ مسلسل بارش یا بادل رہے کنایہ بھی بلاغت کی اہم اقسام میں شمار ہوتا ہے۔

18-مجاز

"قوله أغير أفعل تفضيل من الغيرة بفتح الغين المعجمة وهي في اللغة تغير يحصل من الحمية والأنفة وأصلها في الزوجين والأهلين وكل ذلك محال على الله تعالى لأنه منزه عن كل تغير ونقص فيتعين حمله على المجاز فقيل لما كانت ثمرة الغيرة صون الحريم ومنعهم وزجر من يقصد إليهم أطلق عليه ذلك لكونه منع من فعل ذلك وزجر فاعله وتوعده فهو من باب تسمية الشيء بما يترتب عليه"[28]

زیادہ غیرت مند، اغیر غیرہ سے اسم تفضیل ہے لغوی طور پر وہ تبدیلی جو غیرت و حمیت سے جاگتی ہے یہ میاں بیوی میں ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے منزہ اور پاک ہیں تو اللہ تعالی کی طرف نسبت مجازی ہو گی۔ اغیر اسم تفضیل ہے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے استعمال ہوا ہے اس میں شراکت ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت مجازی ہے۔

19-مجاز

"قوله وقوله عز وجل ومن الليل فتهجد به زاد أبو ذر في روايته اسهر به وحكاه الطبري أيضا وفي المجاز لأبي عبيدة قوله فتهجد به أي اسهر بصلاة وتفسير التهجد بالسهر معروف في اللغة وهو من الأضداد يقال تهجد إذا سهر وتهجد إذا نام حكاه الجوهري وغيره ومنهم من فرق بينهما فقال هجدت نمت وتهجدت سهرت حكاه أبو عبيدة وصاحب العين فعلى هذا أصل الهجود النوم ومعنى تهجدت طرحت عني النوم وقال الطبري التهجد السهر بعد نومة ثم ساقه عن جماعة من السلف وقال بن فارس المتهجد المصلي ليلا وقال كراع التهجد صلاة الليل خاصة قوله نافلة لك النافلة في اللغة الزيادة فقيل معناه عبادة زائدة في فرائضك"[29]

رات کے وقت میں تہجد پڑھا کریں، یعنی آپ نماز کے لیے جاگیں تہجد سے جاگنا مراد لینا لغت میں معروف ہے ہاں البتہ یہ اضداد میں شمار ہوتا ہے تو یہ بھی مجازی ہو گا۔ تہجد کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے کبھی اس سے جاگنا مراد ہوتا ہے اور کبھی رات کو سونا اضداد میں شمار اس کا مجازی استعمال ہو گا بلاغت کی اقسام میں آ جائے گا۔ علامہ کرمانی نے بھی متضاد معانی بیان کیے ہیں۔[30] ڈاکٹر عبد الکبیر لکھتے ہیں کہ یہ اضداد میں شمار ہوتا ہے بمعنی جاگنا اور سونا۔[31]

@ 2022 by the author, this article is an open access article distributed
Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution
(CC-BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

---

[1] کتاب بدء الوحي، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ:(ج:1، ص،16)

[2] العثیمین محمد بن صالح، شرح صحیح بخاری، مصر، مکتبہ التبری،2012ء، 1، 25

[3] ابن ملقن، عمر بن ابی الحسن، التوضیح لشرح الجامع الصحیح، قطر، دار الفلاح،2008ء،2، 172

[4] محسن عبد الکبیر، پروفیسر، توفیق الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، مکتبہ قدوسیہ،2007ء، 1، 59

[5] کتاب بدء الوحي، ایضاً:(ج:1، ص،22)

[6] علامہ کرمانی، شرح کرمانی، بیروت، دار الاحیاالتراث العربی، 1981ء، 1، 19

[7] عبد الکبیر محسن، توفیق الباری، 1، 61

[8] کتاب بدء الوحي، باب:(ج:1، ص،53)

[9] کتاب الإیمان، باب حلاوۃ الایمان:(ج:1، ص،84)

[10] حثیمین، شرح بخاری، 1، 53

[11] عبد الکبیر محسن، توفیق الباری، 1، 93

[12] کتاب الإیمان، باب الحیاء من الایمان:(ج:1، ص،102)

[13] کتاب العلم، باب مایذکر فی المناولۃ، وکتاب اھل العلم بالعلم الی البلدان:(ج:1، ص،205)

[14] کتاب العلم، باب ماکان النبی ﷺ بالموعظۃ والعلم کئ لاینفروا:(ج:1، ص،215)

[15] کتاب العلم، باب من بارک علی رکبتیہ عند الامام اوالمحدث:(ج:1، ص،248)

[16] علامہ کرمانی شرح بخاری، 2، 82

[17] کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ:(ج:1، ص،266)

[18] کتاب العلم، باب کتابۃ العلم:(ج:1، ص،276)

[19] کتاب الوضوء، باب ماء الذی یغسل بہ شعر الانسان:(ج:1، ص،359)

[20] کتاب الغسل، باب غسل مایصیب من فرج المراۃ:(ج:1، ص،515).

[21] کتاب الصلاۃ، باب المساجد فی البیوت وصلی البراء بن عاذب فی مسجدہ فی دارہ جماعۃ: (ج:1، ص،673).

[22] کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا:(ج:1، ص،706).

[23] کتاب الآذان، باب الآذان للمسافرین ازاکانوا جماعۃ والاقامۃ، وکذلک بعرفۃ وجمع وقول المؤذن (الصلاۃ فی الرحال) فی اللیلۃ الباردۃ اوالمطیرۃ:(ج:2، ص،149)

[24] کتاب الآذان، باب حد المریض ان یشھد الجماعۃ: (ج:2، ص،199)

[25] کتاب الآذان، باب مایقول بعد التکبیر :(ج:2، ص،297)

[26] کتاب الآذان، باب مایقول بعد التکبیر :(ج:2، ص،298)

[27] کتاب الاستسقاء، باب الستسقاء فی المسجد الجامع :(ج:2، ص،650).

[28] کتاب الکسوف، باب قول اللہ تعالیٰ (وتجعلون رزقکم انکم تکذبون(82))الواقعۃ82 :(ج:2، ص،684)

[29] کتاب التھجد، باب تہجد باللیل وقولہ عزوجل:(ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک)الاسراء79 :(ج:3، ص،6)

[30] علامہ کرمانی، شرح بخاری،6،182

[31] عبدالکبیر محسن، توفیق الباری،2،29